نُور الٰہی اوّل تھا،
سو آخر جگ میں پایا ظہور،
اِسی دین کے تابع ہووے،
اُس میں روشن ہووے رَبّ کا نُور؛
ختم کِیا اِس کلام کُوں،
سب ظاہر کہے سُنایا،
سو پڑھو، سیکھو اور سُنو، سُناؤ،
یُوں مولا نے حکم فرمایا۔

مرتبہ عِلم کِیرا،
سب ہُنر اُوپر ہے اعلیٰ،
کہ عِلم سے تو رَبّ پہچانا،
جِنے اپنا دِل اُجالا؛
اور ہُنر کمائی سب فنا ہووے،
پہچان خدا کی رہیوے باقی،
اے سُنو سمجھو یادَج راکھو،
فرمایا کوثَر ساقی۔

(کلامِ مولا)

انگریز، جرمن، فرنچ، عیسائی، اور ایرانی وغیرہ کی معتبر کتابوں میں نیز پروفیسروں کے مطالعوں میں اپنے مذہب کی تواریخ، اصولوں اور ہر اصول کا بیان اچھی طرح کرنے میں آیا ہے اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ، ہمارا مذہب کیا ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ امام کیا ہے اور اُن کی تابعداری کس طرح کرنی چاہیئے، وہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں۔

حضرت امام سلطان محمد شاہ

نیروبی، کینیا

۳۰ مارچ، ۱۹۴۵

اگر آپ کچھ دوسرے ملکوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے اُسے اپنائیں گے اور اپنے مذہب کو چھوڑ دیں گے، اور وہ جیسے کوئی گزرے ہوئے زمانے کی چیز ہو اِس طرح اُس کے ساتھ برتاؤ کریں گے، تو یقیناً آپ کی پوری زندگی کے دوران بڑی بڑی ناکامیاں آپ کے سامنے آئیں گی اور آپ اُس میں مبتلا ہو جائیں گے، اُس کا ہمیں یقین ہو چکا ہے۔

نُور مولانا شاہ کریم حاضر امام

دارالسّلام، تنزانیہ

۹ اکتوبر، ۱۹۵۹

فرمان مبارک

دس اوتار کا فلسفہ اور اسلامی اصول

حضرت امام سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ:

جو فرامین ہم نے فرمائے ہیں، اُنہیں زندہ جاوید رکھنا آپ کے ہاتھ میں ہے؛ اُنہیں آپ لکھیں، پڑھیں، عمل کریں تو فرامین زندہ رکھیں کہلائیں۔ ایسا نہ کریں تو اُنہیں مار ڈالے کہلائیں۔

دس اوتار کا فلسفہ لے کر اسلامی اصول سے سمجھانا چاہیئے اور دنیا بنی اُس کے پہلے سے چلتے آئے ہوئے خدائی نُور کی سمجھ دینی چاہیئے۔

حضرت امام اسلام شاہؑ کے وقت میں پیر صدردین نے جو اصول سمجھائے تھے، اُس کے مطابق سمجھانا چاہیئے۔

ہمارے فرامین کی تاویل نکال کر جماعت کو سمجھ دینا یہ مِشنریوں کا خاص کام ہے۔

گنان و فرمان میں فرمایا ہے اُس کے مطابق چلیں، اُن کی کتابیں صحیح طرح پڑھیں، اُن کی معنی نکالیں، اُن پر عمل کریں۔

صحیح اور غلط راہ

نُور مولانا شاہ کریم حاضر امام نے فرمایا کہ:

ہم محسوس کرتے ہیں کہ، ہمارے نوجوان روحانی بچوں کو گنان سکھانے کی اسماعیلیہ ایسوسی ایشن پر خاص طور پر جو ذمہ داری اور فرض ہے اُسے وہ انجام دیں گی تب ہی ہم ہماری اِس انوکھی روایت کو جاری رکھ سکیں گے، ورنہ ہم ہمارے ماضی کے کچھ اہم ورثے کو کھو دیں گے کہ جو ہماری زندگیوں کے دوران اور اب جو پیدا ہونے والے ہیں اُن ہمارے روحانی بچّوں کی زندگیوں کے لئے بہت اہم ہیں۔

یاد رکھیں کہ، ہم آپ کو وقتاً فوقتاً دنیوی فائدے کے لئے فرمان فرماتے ہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ، آپ میں سے اکثر دنیا کے پیچھے لگے ہوئے ہوتے ہیں اور دنیوی ترقّی کو ہی اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہوا ہے۔ ایسے لوگ غلط راستے کی طرف مائل ہو گئے ہیں۔

صحیح راستہ یہ ہے کہ، آپ اپنی بندگی کے وقت کو برابر سنبھالیں اور یکسوئی سے سچّا سُکھ حاصل کریں۔

آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ، غریب یا امیر، سب کے لئے بندگی ضروری ہے۔
حقیقی سُکھ کی صرف ایک ہی یقینی کُنجی ہے، اور وہ ہے عبادت۔

حقیقتی دیدار

حضرت امام سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ:

جو حقیقتی دیدار ہے وہ آپ کے دل میں ہے۔ الحمدُاللہ ظاہری دیدار آپ آج کر رہے ہیں۔

ہم آپ سے بہت خوش ہیں۔ آپ مجلس میں اکٹھے ہوتے ہیں، اُس سے ہم بہت خوش ہوتے ہیں۔

جو مومن ہے وہ ہماری آنکھوں کی مانند ہے۔ جو مومن حقیقتی ہے اُس کے دل میں ہمارا مقام ہے۔ ہمیشہ ہمارا دل آپ کے دل میں ہے۔

آپ ایسا نہ سمجھیں کہ، صاحب کُرسی پر بیٹھے ہیں، ویسا نہیں ہے؛ اچھے اعمال کرنے والے اور حقیقتی کے دل میں ہم ہیں، مگر اُس میں دو شرائط ہیں۔

(۱) ایمان صاف ہو،

(۲) اعمال اچھے ہوں،

اُس کے دل میں ہم ہیں، خانہ ودان۔

مومن کا مذہب

حضرت امام سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ:

مومن ہیں وہ حاضر امام کے فرمان قبول کریں اور حاضر امام جو کچھ حکم فرمائیں اُسے سر آنکھوں پر رکھیں۔

آپ پر واجب ہے کہ، ہم جو فرامین فرماتے ہیں اُن کے مطابق عمل کریں۔ مومن کا یہی مذہب ہے۔

ہر ایک جماعت کا فرض ہے کہ، چھوٹے بڑے سب کو ہمارے فرمان کی یاد دلاتے رہیں۔

حقیقتی مومنین کو ہمیشہ فرمان پر نگاہ رکھنی چاہیئے۔

حقیقتی مومنین کو ہمارے فرمان پر مستقیم رہنا چاہیئے۔

اِس طرح جو ہمارے فرمان پر عمل کرتے ہیں، وہی حقیقتی مومن ہیں۔

جس طرح ایک قُلی اپنی مرضی کے مطابق تھوڑی دیر سڑک پر چلتا ہے اور تھوڑی دیر نیچے چلتا ہے، اِس طرح اپنی مرضی کے مطابق چلنا حقیقتی مومن کا راستہ نہیں ہے۔

مومن پر واجب نہیں کہ، جو اپنی نگاہ (مرضی) میں آئے ایسا کرے۔

مُرشد جو فرمان فرمائیں، وہ بِلا چوں چراں کے آپ کو تسلیم کرنے چاہیئں۔

اِس طرح کا فرمان کیوں ہوا؟ یہ آپ کو کہنا نہیں چاہیئے۔ ہم رات کہیں تو رات اور دن کہیں تو دن، لیکن امام کی عقل کے مطابق آپ کو چلنا چاہیئے۔

پہلے ہمارے فرمان سُنیں پھر گنان۔ ہمارے فرمان کے مطابق چلیں تو آپ کو فائدہ ہو۔

آپ جماعت خانے میں ہمارے فرامین کیوں نہیں پڑھتے؟

ہمارے فرامین پڑھنے اور اُن کی معنی نکالنے کی جو کوئی منع کرتا ہے، وہ دین کا دشمن ہے۔

فرمان دھیان میں نہ لے وہ احمق نادان ہے۔

نادان دین کا دشمن ہے۔

جو منافق ہیں وہ ہمارے فرمان پر کان نہیں دھرتے۔

فرمان پر عمل نہیں کریں گے تو شیطان بنیں گے، تکبّر والے بنیں گے۔

ہمارے فرمان آپ کے دل میں نقش ہوتے ہیں یا نہیں؟ ہم مشکل سمجھتے ہیں۔

شریعتی ہمارے حقیقتی فرمان سُنیں، تو اُن کے دل میں اثر نہیں کرتے۔ جو حقیقتی نہیں وہ بے عقل ہیں۔

پہلے ہم جماعتوں کو 'درویش' کا لقب دیتے تھے، مگر کئی لوگوں کو درویش کا لقب پسند نہ ہونے پر، ہم نے خاص اِس وجہ سے اُسے خارج کر دیا ہے۔

حقیقی سُکھ کی چابی

نُور مولانا شاہ کریم حاضر امام نے فرمایا کہ:

ہمارے داداجان نے زندگی کے آخر تک اپنے روحانی بچوں کی بھلائی کے لئے کام کیا تھا۔ ہم بھی ہماری زندگی آپ کو وقف کرتے ہیں۔

وہ ہمارے لئے قابلِ نقش رہیں گے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہماری ہمیشہ مکمل خواہش رہے گی۔

ہم مانتے ہیں کہ، ہماری قومی زندگی میں کچھ تبدیلیاں ہونی چاہئیں۔

دنیوی معاملات میں امام خود ہی فیصلہ کرتے ہیں اور کچھ شعبوں میں ہم تبدیلیاں کر رہے ہیں۔

لیکن ہمیں پُر زور طور پر بتانا چاہیئے کہ، اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ، ہمارے مذہبی اصولوں میں بھی نظر ثانی ہونی چاہیئے۔

صدیوں سے ہر ایک امام کے دور میں مذہبی رسم و رواج ایک جیسے ہی رہے ہیں۔

اُنہیں اپنے مذہب پر باقاعدگی سے عمل کرنا چاہیئے، خواہ وہ پانچ سو سال ماضی میں ہو یا پانچ سو سال مستقبل میں ہو۔

حقیقی سُکھ کی صرف ایک ہی یقینی کُنجی ہے، اور وہ ہے عبادت۔

آپ کی دکانیں، آپ کے مکانات، آپ کی ساری اولاد، پیسہ وغیرہ سب یہیں رہ جائے گا، صرف آپ کا روح اکیلا ہی جائے گا۔ یہ بات آپ کبھی بھی نہیں بھولنا۔

مولا علیؑ کا نُور اور پاک امامت

حضرت امام سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ:

مولا مرتضیٰ علیؑ چھوٹے تھے، مگر اپنی جوانی میں خیبر کا قلعہ فتح کیا تھا اور قلعے کے دروازے کو کھائی پر پکڑے رکھ کر سارے لشکر کو اُس کے اوپر سے پار کروایا اور جیبرا نامی کافر کو ماڑ ڈالا تھا۔

حضرت امام آغا علی شاہؑ اور ہمارے داداجان اور اُن کے آباؤ اجداد میں ایک ہی 'علی کا نُور' تھا اور ہم میں بھی وہی نُور اُتر آیا ہے۔ ہم اُن کے گدی وارث ہیں۔

نُور ہمیشہ حاضر ناظر ہے، فقط نام الگ الگ ہوتے ہیں۔

مولا مرتضیٰ علیؑ کی مسند قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گی۔

عُمر اِبنِ عبدِوَد کافر تھا! وہ مولا مرتضیٰ علیؑ کے سامنے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے کے لئے آیا تھا۔ مولا مرتضیٰ علیؑ، اُس کافر سے قد میں بہت چھوٹے ہونے کی وجہ سے، اُسے شرم محسوس ہوئی اور وہ گھوڑے سے نیچے اُتر کر، مولا مرتضیٰ علیؑ کے پاس آیا، پھر بھی وہ کافر مولا مرتضیٰ علیؑ سے اونچا نظر آتا تھا۔

حضرت عُمر نے پیغمبرؐ کے پاس عرض کی کہ، یا رسول اللہؐ! اُس کے ساتھ ہمیں لڑنا مناسب نہیں، کیونکہ، یہ کافر بہت طاقتور ہے۔ ایک دفعہ میں نے اُس کی لڑائی دیکھی تھی، تب اُس کے پاس ڈھال بھی نہیں تھی۔ اِس وقت ڈھال کے بجائے ایک اونٹ کھڑا تھا اُسے پکڑ کر، اُس اونٹ کی ڈھال بنا کر وہ لڑا تھا۔

وہ کتنا طاقتور اور بہادر ہو گا؟ وہ کتنا طاقتور اور بہارد ہو گا کہ جس نے اونٹ

کے چار پاؤں پکڑ کر اُس کی ڈھال بنائی۔ اونٹ کو پکڑنا مشکل ہے۔ جب اُس نے اونٹ کو پکڑا تب اُس میں کتنی قوّت ہوگی؟ ایسا طاقتور ہونے کے باوجود مولا مرتضیٰ علیؑ نے اُس کافر کے ایک ہی وار میں دو ٹکڑے کر دیئے۔

جس وقت حضرت خضرؑ، حضرت موسیٰؑ کے ساتھ باتیں کرتے تھے اُس وقت ایک پرندہ آیا اور دریا میں سے چونچ بھر کر چلا گیا۔ اُس وقت حضرت موسیٰؑ کو حضرت خضرؑ نے کہا کہ، آپ نے اُس پرندے کو دریا میں سے چونچ بھر کر چلے جاتے ہوئے دیکھا؟ اب دیکھو، اِس دریا میں سے کچھ کم ہوا؟

یہ دریا ہے وہ مرتضیٰ علیؑ ہے؛ اُس میں سے پرندہ چونچ بھر کر گیا اُس سے کیا یہ دریا کم ہو گیا؟ دیکھو، اِس میں سے کچھ کم بھی نہیں ہوا اور کچھ ختم بھی نہیں ہوا۔

اِسی طرح مولا مرتضیٰ علیؑ ہے وہ علم کا دریا ہے، اُس میں سے جو کوئی علم حاصل کرتا ہے تو اُس میں سے کچھ بھی ختم نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ، حضرت موسیٰ پیغمبرؑ 'کوہِ طور' پر خدا کا دیدار کرنے گئے اور عرض کی کہ، خدایا! آپ کا دیدار کرائیں۔

تب حکم ہوا کہ، پہلے تم مرتضیٰ علیؑ کے نُور کا دیدار کرو، پھر میرا دیدار کر سکو گے۔ اُس وقت مرتضیٰ علیؑ باطن میں تھے۔

مرتضیٰ علیؑ معجزے کرتے تھے۔

حضرت نبی محمدؐ سے پہلے، مولا مرتضیٰ علیؑ تمام انبیاءؑ کے ساتھ باطن میں تھے اور حضرت نبی محمد مصطفیٰؐ کے وقت میں ظاہر میں ساتھ تھے۔

ابتدا میں جب کچھ نہیں تھا اُس وقت مرتضیٰ علیؑ نے چھوٹا روپ اختیار کیا تھا۔

ایک دفعہ ایک قد آور اور طاقتور دیو (جِن) تھا، وہ جسے دیکھتا اُسے مار ڈالتا تھا اور لوگوں کو بہت ستاتا تھا۔

ایک دن، نو سال کی عمر میں مولا مرتضیٰ علیؑ چلے آرہے تھے۔ راستے میں اِس دیو کو دیکھ کر پوچھا، کہاں جارہا ہے؟ تب دیو نے کہا کہ، پہلوانوں کے ساتھ کُشتی لڑنے جارہا ہوں۔ تب مرتضیٰ علیؑ نے فرمایا کہ، آؤ، میرے ساتھ کُشتی لڑو۔ تب دیو نے مرتضیٰ علیؑ کی چھوٹی عمر دیکھ کر جواب دیا کہ، تیرے ساتھ کیا کُشتی لڑوں؟ تم بچّے ہو! میں تو بڑے بڑے پہلوانوں کے ساتھ کُشتی لڑتا ہوں۔ تب مرتضیٰ علیؑ نے فرمایا کہ، دیکھوں، تیرے ہاتھ میں کتنی طاقت ہے! پھر اُس کا ایک ہاتھ پکڑ کر اُس پر اتنا زیادہ زور دیا کہ، اُس دیو کی ساری طاقت ختم ہوگئی اور دوسرا ہاتھ پیچھے سے پکڑ کر، کھجور کے درخت کے رسّے سے دونوں ہاتھ باندھ دیئے اور فرمایا کہ، تُو تو کہتا تھا کہ بڑے بڑے پہلوانوں کے ساتھ کُشتی لڑتا ہوں، مگر تیرے میں اتنا بھی زور نہیں۔ یہ فرما کر مرتضیٰ علیؑ اُس کی نگاہ سے اوجھل ہوگئے۔ یہ دیکھ کر وہ دیو ہاتھ چُھڑانے کے لئے اِدھر اُدھر دوڑنے لگا مگر کوئی اُس کے ہاتھ چُھڑا نہیں سکا۔

دنیا میں جتنے پیغمبر ظاہر ہوتے تھے، اُن کے پاس یہ دیو اپنے ہاتھ چُھڑوانے جاتا تھا، تب جواب میں اُسے یہی کہنے میں آتا تھا کہ، جس نے تیرے ہاتھ باندھے ہیں وہی چُھڑا سکے گا۔

جب آخر زمانے میں پیغمبر حضرت نبی محمد مصطفیٰؐ دنیا میں ظاہر ہوئے تب اُس دیو نے آپؐ کے پاس آکر عرض کی کہ، یا نبی صاحبؐ! میرے ہاتھ چُھڑا دیں۔ تب پیغمبرؐ نے پوچھا کہ، تیرے ہاتھ کس نے باندھے ہیں؟ تب دیو نے بیت شدہ حقیقت

کہہ سُنائی اور کہا کہ، ہر ایک زمانے کے پیغمبرؑ کے پاس گیا مگر انھوں نے آپؐ کے پاس جانے کے لئے کہا اور کہا کہ جس نے یہ ہاتھ باندھے ہیں وہی اُس کو چُھڑا سکے گا۔ اِس واقعہ کو ہزاروں سال گزر گئے ہیں اور اب میں آپؐ کے پاس آیا ہوں۔

یہ سُن کر نبی صاحبؐ نے فرمایا کہ، جس نے تیرے ہاتھ باندھے ہیں اُسے دیکھنے سے تُو پہچان لے گا؟ تب اُس دیو نے جواب میں 'ہاں' کہا اور اپنے ہاتھ باندھنے والے کی صورت کا بیان کہہ سُنایا۔

تب پیغمبر صاحبؐ نے مولا مرتضیٰ علیؑ کو بُلانے کے لئے فرمایا۔

مولا مرتضیٰ علیؑ اُس وقت نو سال کی عمر کے تھے۔ آپ غلام کے کندھے پر بیٹھ کر تشریف لائے۔

مولا مرتضیٰ علیؑ کو دیکھ کر وہ دیو کانپنے لگا اور کہا کہ، یہ وہی بچّہ ہے کہ، جس نے میرے ہاتھ باندھے تھے۔

پھر پیغمبرؐ نے مولا مرتضیٰ علیؑ کو عرض کی کہ، اِس دیو کے ہاتھ چُھڑا دیں اور مرتضیٰ علیؑ نے اُس دیو کے ہاتھ چُھڑا دیئے۔

اِس واقعے سے دیو کو ایمان آیا اور وہ مسلمان ہو کر مرتضیٰ علیؑ کا مُرید بنا۔

ایک دفعہ حضرت امیر المومنین مولا مرتضیٰ علیؑ 'فُرات' ندی کے کنارے گئے؛ اور گھوڑے پر سوار ہو کر 'علی اللہ' ماننے والی قوم کے پاس پہنچے۔ وہ 'علی اللہ' ماننے والی قوم ایسی ہے، جو مرتضیٰ علیؑ کو خدا سمجھتی ہے۔ اُس قوم کے ایک شخص کو اپنے پاس بُلا کر فرمایا کہ، کیا تُو علی اللہ کہتا ہے؟ اُس نے کہا کہ، ''مجھے بھروسہ ہے کہ آپ خدا ہو!'' بعد میں مولا مرتضیٰ علیؑ نے اُس کا سر کاٹ کر، مار کر دوبارہ زندہ کر کے

فرمایا کہ، تُو مجھے علی اللہ کیوں کہتا ہے؟ تب اُس شخص نے جواب میں عرض کی کہ، آپ نے مجھے مار کر، دوبارہ زندہ کیا، جس سے اب مجھے جو کچھ شک تھا وہ نکل گیا ہے۔ آپ صحیح 'علی اللہ' ہو۔

مرتضیٰ علیؑ نے حکم کیا کہ، اِس شخص کو پہاڑ پر لے جا کر ٹکڑے ہو جائیں اِس طرح پھینک دو۔ تب اُسے اُس طرح پھینک دینے میں آیا۔ بعد میں اُسے دوبارہ زندہ کر کے مولا مرتضیٰ علیؑ نے فرمایا کہ، تُو اب بھی علی اللہ کہتا ہیے؟ تب اُس نے انکساری سے جواب دیا کہ، جو ٹکڑے کر کے، مار کر زندہ کرے، اُس پر میرا ایمان بڑھا ہے۔

اِس طرح، کئی طرح سے اور کئی مرتبہ اُسے مار کر زندہ کرنے میں آیا اور ہر مرتبہ پوچھنے میں آیا کہ، اب بھی علی اللہ کہتا ہے؟ جواب میں وہ ہر دفعہ یہی کہتا رہا کہ، آپ صحیح اللہ ہو۔ جو مار کر زندہ کرے اُسے اللہ کہنا چاہیئے۔

ایمان انمول چیز ہے اور مولا کو پیاری ہے۔ ہمارے دادا حضرت مولا مرتضیٰ علیؑ کو مومن نُصیری 'اللہ' کہتا تھا۔ اُسے ستّر مرتبہ قتل کیا گیا پھر بھی وہ 'علی اللہ' کہتا رہا۔ بعد میں حکم آیا کہ، یہ سچّا مومن ہے اور اُس کی اولاد بھی سچّائی والی ہو گی۔ اِس مومن اور اُس کی اولاد کو قیامت کے دن پوچھا نہیں جائے گا۔ یہ درجہ اُسے اُس کے ایمان کے عوض ملا تھا۔

مرتضیٰ علیؑ کے پاس سفان ابنِ عَقل نامی ایک شخص نے آکر عرض کی کہ، یا مولا! میں آپ کے دوستوں میں سے ایک ہوں؛ لیکن، مجھ سے بہت بڑے گناہ ہوئے ہیں۔ اُس کی مجھے سزا دیں تا کہ، میں آخرت کے عذاب سے نجات پاؤں۔

مرتضیٰ علیؑ نے فرمایا کہ، تُو نے کیسے گناہ کیے ہیں اور تیرے گناہ کیسے ہیں اُسے تُو بیان کر۔ تب اُس شخص نے اپنے کیے ہوئے گناہوں کا بیان کیا۔

جب اُس شخص نے اپنے کیے ہوئے گناہ ظاہر کیے تب مرتضیٰ علیؑ نے فرمایا کہ، تیرے گناہ ایسے ہیں کہ، یا تو تجھے دیوار میں چُنوا کر مار ڈالو، یا تو تجھے ذولفقار سے ماروں یا تجھے آگ میں جلا کر ماروں تب تو چُھوٹے۔ لہذا اب تُو ہی بتا کہ، تیرا دل کون سی سزا بھگتنے کے لئے راضی ہے؟ تو اُس کے مطابق تجھے سزا دوں۔ تب اُس شخص نے عرض کی کہ، مجھے آگ میں جلائیں!

تب مولا مرتضیٰ علیؑ نے عمّار ابنِ آسر کو فرمایا کہ، کل تمام لوگوں کو جمع کرنا اور لکڑیاں بھی اکٹھی کرنا اور گاؤں کے تمام لوگوں کو کہنا کہ، مرتضیٰ علیؑ اپنے دوست کو، اُس کے کیے ہوئے گناہوں کی سزا دیتے ہیں، یعنی جلاتے ہیں۔ وہ تم آکر دیکھو کہ، مرتضیٰ علیؑ اپنے دوست کو کیسی سزا دیتے ہیں!

پیچھے سے کچھ لوگ مرتضیٰ علیؑ کی غیبت کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ، مرتضیٰ علیؑ تو کہتے تھے کہ، میرے جو دوست ہیں اُنہیں آگ اثر نہیں کرتی۔

لیکن، صبح تو اُن کا دوست جلے گا؛ جب وہ جل جائے گا تب ہم مولا کو کہیں گے یعنی طعنہ ماریں گے کہ، آپ تو کہتے تھے کہ، میرے دوست کو آگ اثر نہیں کرتی؛ تو یہ آپ کا دوست کیسے جل گیا۔ اِس طرح پیچھے سے غیبت کرنے لگے۔

جب صبح سفان کو لے کر آئے تب، دوسرے لوگ، جو پیچھے سے غیبت کرنے والے تھے وہ بھی وہاں آکر کھڑے رہے۔

جب سفان کو لکڑیوں میں کھڑا کر کے آگ جلانے میں آئی تب، آگ نے اُس پر کچھ بھی اثر نہیں کیا۔

الحمدُاللہ! آپ بھی امیر المومنین مرتضیٰ علیؑ کے دوست ہو، لہذا، آپ کو بھی آگ اثر نہیں کرے گی۔

مگر وہ دوست تھا وہ دل سے تھا۔ فقط نام کا وہ دوست نہیں تھا؛ اِس لئے آپ صرف نام کی خاطر دوست نہ کہلائیں، مگر دل سے دوست بنیں۔ اگر دل سے دوست بنیں گے تو، آپ کو بھی آگ اثر نہیں کرے گی۔ جب آپ تہیّہ کر کے، دل سے دوست بنیں گے تب وہ مرتبہ آپ کو ملے گا۔

جب حضرت نبی محمّد مصطفیؐ، آخری حج یعنی الوداع حج کرنے گئے، اور حج کر کے جب واپس لوٹ رہے تھے، تب آدھے راستے پر 'غدیرِ خم' نامی جگہ پر آئے۔ اِس وقت آگے گئے ہوئے نیز پیچھے رہنے والے قافلے کے لوگ بھی وہاں جمع ہوئے۔

حضرت نبی محمّد مصطفیؐ نے اُنھیں فرمایا کہ، اب ہمارا آخری وقت نزدیک ہے، یعنی اب ہم کچھ دن اِس دنیا میں ہیں، اِس لئے آپ کو فرماتے ہیں کہ، آج دن تک خدا کے جتنے فرامین ہوئے ہیں وہ سب ہم نے صحیح صورت میں سُنائے ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ نہیں وہ آپ ہمیں کہیں۔

اُس وقت، سب لوگ کہنے لگے کہ، ہاں! آپؐ نے خدا کے سب فرامین ہمیں سُنائے ہیں۔

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ، کیا آپ خدا کے پاس اِس کے متعلق ہماری شہادت دیں گے یعنی گواہی دیں گے کہ، ہم نے خدا کے سچّے فرامین آپ کو سُنائے ہیں۔

تب، سب لوگ کہنے لگے کہ، ہاں! ہم خدا کے پاس گواہی دیں گے کہ، آپؐ نے تمام فرامین ہمیں سُنائے ہیں۔

بعد میں امام نے فرمایا:

اِس حدیث کو سُنّی بھی قبول کرتے ہیں۔ یہ حدیث سُنّی کی لکھی ہوئی ہے۔ زُہرا نامی ایک سُنّی جو بڑا قابل تھا، اُس کے ہاتھ سے یہ حدیث لکھی ہوئی ہے؛ وہ ہم آپ کو سُناتے ہیں۔

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ، ہم آپ کے پیغمبر تھے ایسی گواہی آپ دیں گے؟ تب انھوں نے کہا کہ، بر حق، آپؐ ہمارے پیغمبر تھے، اُس کی ہم گواہی دیں گے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ، ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ، ہم آپ کے پیغمبر ہیں اور خداوند عالمین نے ہمیں آپ پر پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔

اُس کے بعد پیغمبرؐ نے فرمایا کہ، ہمارے بعد ہم دو چیزیں چھوڑے جاتے ہیں؛ وہ دونوں چیزیں قیامت تک جاری رہیں گی اور حوضِ کوثر تک ساتھ رہیں گی۔

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ، وہ دو چیزیں کون سی ہیں؟ ایک تو ہماری آل-جانشین ہے، اور دوسری چیز قرآن پاک ہے۔ یہ دونوں چیزیں قیامت تک ہمیشہ جاری رہیں گی اور حوضِ کوثر تک ساتھ رہیں گی۔

حضرت نبی محمّد مصطفیٰؐ نے اُس وقت حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر تمام لوگوں کو فرمایا کہ، ہمارے بعد ہمارے جانشین مرتضیٰ علیؑ ہیں۔ جو کوئی مرتضیٰ علیؑ سے محبّت رکھے گا، وہ مرتضیٰ علیؑ کے ساتھ حوضِ کوثر تک ہمیشہ وہاں ساتھ رہے گا۔

اُس کے بعد پیغمبرؐ نے اُنہیں فرمایا کہ، ہمارے جانشین اور وصی، مرتضیٰ علیؑ

کو آپ کے اوپر مقرر کر جاتے ہیں۔ اُس کی آپ خدا کے پاس گواہی دینا کہ، ہم مرتضیٰ علیؑ کو ہمارا وصی مقرر کر گئے تھے اور آپ پر چھوڑ گئے تھے۔

انھوں نے کہا کہ، یقیناً ہم گواہی دیں گے اور قبول کریں گے کہ، آپؐ ہمارے اوپر مرتضیٰ علیؑ کو اپنا وصی مقرر کر گئے تھے۔

اِس وقت مرتضیٰ علیؑ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر کھڑا کر کے پیغمبرؐ نے فرمایا کہ، ہم خدا کے رسول ہیں اور ہمارے وصی وہ مولا علیؑ ہیں۔ جس کے ہم مولا ہیں، اُس کے علیؑ مولا ہیں۔

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ، آپ قبول کرنا اور خدا کے پاس گواہی دینا! اُس وقت تمام لوگوں نے قبول کیا۔

سب سے پہلے حضرت عُمر ابنِ خطاب کھڑے ہوئے اور مولا مرتضیٰ علیؑ کو کہا کہ، "بخٍ! بخٍ! یا علی اِبنِ ابو طالب آپ کو مبارک ہو!" اِس طرح کہہ کر پنجہ لے کر قبول کیا۔ اُس کے بعد سارے لوگوں نے قبول کیا۔

پیغمبرؐ اور مولا مرتضیٰ علیؑ وہاں سے اپنے مکان پر آئے۔ وہاں، ابراھیم ابنِ حارث نامی ایک عرب رہتا تھا؛ جو بڑا آدمی تھا، اُسے 'غدیرِ خم' کے واقعے کی اطلاع ملتے ہی، وہ اپنے مکان سے اونٹ پر بیٹھ کر پیغمبرؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا، آپؐ نے ہمیں خدا کے جو فرامین سُنائے اور ہمیں اُس کی گواہی دینے کے لئے کہا؛ لہذا ہم نے قبول کیا کہ، آپؐ سچّے ہو۔

پھر اُس عرب نے رسول اللہؐ سے کہا کہ، آپؐ نے ہمیں فرمایا کہ، خداوند تعالیٰ نے تمھیں نماز پڑھنے کے لئے فرمایا ہے، وہ فرمان ہم نے قبول کیا اور وہ آپؐ

نے بالکل سچ کہا تھا۔ اُس کے بعد آپؐ نے ہمیں روزے کے لئے فرمایا اور آپؐ نے کہا کہ، یہ سچا فرمان ہے؛ وہ بھی ہم نے قبول کیا۔ اُس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ، زکوۃ دینا یعنی خُمس دینا وہ بھی آپؐ نے سچ کہا اور ہم نے قبول کیا۔ پھر آپؐ نے حج کے لئے فرامین کیے وہ بھی آپؐ نے سچے کہے جس کی وجہ سے ہم نے قبول کیا۔

اِتنا کچھ کرنے کے باوجود، آپؐ کو اطمینان نہ ہوا اور ہم پر بوجھ ڈالے جاتے ہو؛ اور آپؐ کے چچا کے فرزند کو ہم پر مولا مقرر کر کے جاتے ہو۔

اُس عرب نے کہا کہ، یہ آپؐ کے چچا کے فرزند علیؑ کا بوجھ ہمیں سونپ جاتے ہو، وہ کیا آپؐ کو خدا کا حکم ہے؟ یا آپؐ کے اپنے خیال سے آپؐ کے چچا کے فرزند کو سونپ جاتے ہو؟

تب پیغمبر حضرت محمّد مصطفیٰؐ نے فرمایا کہ، خدا کے حکم کے بغیر ہم ایک بھی کام نہیں کرتے اور خدا کے حکم کے بغیر ہم ذرا سا بھی نہیں بولتے۔

تب وہ عرب اونٹ پر سوار ہو کر چلا گیا۔ اُس وقت وہ بہت غصّے میں تھا۔ راستے میں چلتے چلتے غصّے میں خدا سے کہا کہ، یا خدا! اگر تُو نے ہمارے اوپر مرتضیٰ علیؑ کو مقرر کر جانے کا فرمان پیغمبرؐ کو کیا ہو، تو اُس کے بجائے، ہم پر پتھر کی بارش برساؤ؛ تو وہ جھیلنے کے لئے ہم خوش ہیں۔

اُسی وقت آسمان سے ایک پتھر اُس عرب پر گرا، جس سے، وہ جہنّم میں داخل ہوا۔

اگر امام کے بغیر یہ دنیا چل سکے ایسا ہوتا تو، حضرت مرتضیٰ علیؑ اپنے ہاتھ سے اپنی مسند کا وارث مقرر کر کے جاتے ہی نہیں۔

جس طرح حضرت امام آغا شاہ حسن علیؑ اور حضرت امام آغا علی شاہ داتارؑ تھے، اُسی طرح ہم امام کے روپ میں آپ کے پاس ہیں۔ آپ ہمیشہ دین کی کتابیں پڑھیں گے تو معلوم ہو گا کہ، امام کی مسند ہمیشہ قائم اور دائم چلی آرہی ہے۔ فرمان اور گنان پڑھنے کی عادت آپ نہیں ڈالیں گے تو شیطان فریب دے گا اور دین میں مستقیم نہیں رہ سکیں گے۔

آپ بھی ہمارے مُرید ہو۔ مذہب پر عمل کرنے میں آپ کو یہاں بہت سہولت ہے، تب آپ دوسرے مذہب والوں کو اِس مذہب میں لانے کے لئے محنت کیوں نہیں کرتے ہو ؟ بلکہ آپ تو اُن لوگوں کی شیطانی بازی میں پھنس جاتے ہو۔ اِس طرح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ، آپ میں وہ ہمّت اور علم نہیں ہے۔ آپ بے علم اور بے ہمّت ہو، اُس وجہ سے آپ شیطان کی بازی کھا جاتے ہو۔ اگر آپ میں حسبِ ضرورت علم اور حسبِ ضرورت ہمّت ہو، تو آپ بھی سامنے آنے والے شیطان کو بھگا سکو۔

کوئی دوسرے دین والا آپ کو فریب دینے آئے تو فوراً آپ اُسے روک سکو۔

اِس مذہب پر عمل کرنے میں ہمّت یہ اہم چیز ہے۔

ہمّت رکھنے سے، آپ عظیم کام کر سکیں گے۔ دوسرا یہ کہ، اگر آپ کے پاس پورا علم ہو، تو آپ کو گمراہ کرنے کے لئے آنے والے دوسرے مذاہب والوں کو روکنے کے لئے ایک ہی لفظ کافی ہے۔ وہ لفظ یہ ہے کہ، آپ اُنہیں پوچھو کہ، آپ کا امام کون ہے؟ اور وہ کہاں ہے؟ آپ کے امام کا راستہ بتائیں۔ تو وہ یہ کہیں گے کہ،

ہمارا امام تو زندہ ہے، مگر وہ غیب ہو گیا ہے؛ تو پھر اُنہیں پوچھو کہ، آپ کا امام غیب ہو گیا ہے تو کیا وہ انسان ذات سے ڈرتا ہے؟ کیا اُسے لوگوں کا ڈر ہے کہ، لوگ اُسے مار ڈالیں گے؟ کس وجہ سے امام غیب ہے؟ وہ سمجھائیں۔ امام تو غیب ہوتا ہی نہیں، تب وہ اُس کی کیا وجہ سمجھا سکیں گے؟ اور آپ کے سوال کا کیا جواب دے سکیں گے؟ وہ فوراً ہی اِس سوال سے خاموش ہو جائیں گے۔

اُس کے بعد آپ اُنہیں کہو کہ، امام تو انسان کو اِس دنیا میں سے پار اتارنے کے لئے ہیں۔ وہ اگر آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائے یا غیب ہو جائے، تو آپ کو کس طرح پار اتار سکے گا؟ آپ کا امام ہی آپ کو بھٹکتا ہوا چھوڑ کر بھاگ جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ اُس کے مُرید ہوئے، تو آپ کا مُرشد آپ کو چھوڑ کر غیب ہو جائے یہ ممکن نہیں ہے؛ یہ نا ماننے والی بات ہے۔ اگر امام غیب ہو جائے، تو پھر آپ مُرید کس کے؟ آپ حاضر امام کے مُرید یا غیب امام کے مُرید؟ امام کے غیب ہونے والی آپ کی بات مانی جائے ایسی نہیں ہے۔ آپ اپنے امام کو ڈھونڈھ نکالیں۔

اِس دنیا میں امامؑ کا کام یہی ہے کہ، حاضر رہ کر، وقتاً فوقتاً اپنے مُریدوں کے فائدے کے لئے ہدایت کرے، اُنہیں اچھے راستے پر چلائے اور امامت اچھی طرح سنبھالیں۔

حضرت نبی محمدؐ کی طرح دوسرے پیغمبرؑ بھی پہلے اِس دنیا میں آئے تھے، وہ بھی کہتے تھے کہ، دنیا کی نبوّت ہمارے پاس ہے۔ ہم پیغمبر ہیں، ایسا ظاہر میں کہتے تھے۔ وہ انسان سے ڈرتے نہیں تھے۔ اُنھوں نے ظاہر میں دنیا کو کئی معجزے دکھائے۔ وہ انسان ذات سے کسی بھی طرح ڈرتے نہیں تھے۔ وہ اگر ایسے ظاہری معجزے نہیں

دکھاتے تو اُس وقت کی دنیا اُنہیں نبیؐ کے طور پر کیسے مانتی اور نبیؐ کے طور اُنہیں کیسے قبول کرتی؟ جیسے آپ جانتے ہو اُس طرح حضرت نبی محمدؐ کا نام ہر کوئی جانتا ہے۔ جب اُنہیں نبوّت ملی پھر ڈر کس کا؟

کربلا کے میدان میں حضرت امام حسینؑ کے سامنے بڑی جنگ کرنے میں آئی، اُس وقت وہ ہزاروں لوگوں کے سامنے اکیلے لڑے تھے۔ دشمنوں کی طرف سے ظلم اور بڑے دُکھ برداشت کرنے کے باوجود بھی کہتے تھے کہ، میں امام ہوں۔ ایسی مشکلات کے وقت میں بھی وہ غیب نہیں ہوئے۔ مگر فقط ایک لکڑی لیکر دشمنوں کے سامنے آگے ہی آگے جنگ میں بڑھتے گئے تھے، اُس وقت اُنھوں نے اپنی امامت نہیں چُھپائی۔ اگر امام کا جامہ حاضر نہ ہو تو سب کافر ہو جائیں۔

حضرت امام حسینؑ کی لکڑی (مسند) اِس وقت ہمارے پاس ہے، ہم خود امام ہیں۔ آپ دیکھتے ہو کہ، آج بھی ایک لکڑی ہاتھ میں رکھ کر، ہم ہر جگہ گھومتے ہیں، کیونکہ ہم خود امام ہیں۔ ہمیں کوئی بھی ڈر نہیں۔ امام حاضر ہی ہیں اور اُن پر دُکھ پڑنے کے باوجود غیب نہیں ہو جاتے۔ اِس بات کو ثابت کرنے کی مثال کے لئے دور جانا پڑے ایسا نہیں ہے۔

دیکھو، ہمارے دادا حضرت امام شاہ حسن علیؑ داتار کو آپ میں سے کئی لوگوں نے دیکھے ہوں گے۔ اُن کے دیدار بھی کیے ہوں گے۔ اُن پر کیسے کیسے ستم کیے گئے تھے؟ اُنھوں نے کیسی کیسی مشکلات اُٹھائی تھی؟ اپنے ساتھ ایک لکڑی کے سوا دوسرا کچھ بھی نہیں رکھا۔ ایران میں مرحوم شاہ فتح علی کے سامنے لڑائی کی تھی اور دُکھ برداشت کرتے ہوئے، بالآخر ہندوستان تشریف لائے تھے، اُس کے باوجود بھی وہ غیب

نہیں ہوئے۔ ایران میں اُن پر اِتنی مشکلات آن پڑی کہ، اُن کے پاس کوئی بھی چیز نہ رہی؛ یہاں تک کہ، اُن کو کھڑے رہنے کی جگہ بھی نہیں ملی۔ تب اُس ملک کو چھوڑ کر، ہندوستان تشریف لائے، مگر غیب نہیں ہوئے۔ اپنے اوپر آئے ہوئے تمام دُکھ برداشت کیے، لیکن غیب نہیں ہوئے۔

دیکھو، حضرت امام حسینؑ کی چوالیسوی پشت میں، حضرت امام شاہ خلیل اللہؑ، حضرت امام شاہ حسن علیؑ کے والد، امام کے جامے میں تھے۔ اُن کے دیدار ابھی جو اسّی سال سے زیادہ عمر کے ہیں، اُنھوں نے کیے ہوں گے۔ ظاہری طور پر تو حضرت امام شاہ خلیل اللہؑ کے ٹکرے ٹکرے کر دیے گئے تھے۔ اگر اُنہیں غیب ہو جانا ہوتا، تو اُسی وقت ہی غیب ہو جاتے اور ایسا دُکھ برداشت ہی نہیں کرتے۔ امام ہوئے تو اُن سے ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں انھوں نے ایسا بھی نہیں کہا کہ، اب ہم غیب ہو جاتے ہیں، کیونکہ، ہم پر بہت دُکھ آن پڑے ہیں۔

اب جب لوگ کہتے ہیں کہ، امام دین کی جنگ میں سے یعنی لڑائی کے میدان میں سے بھاگ گئے ہیں اور غیب ہو گئے ہیں، یہ کیسے مانا جائے؟ آپ خیال کریں کہ، جب امام ہو کر دین کی لڑائی میں سے بھاگ جائے اور دین کی خاطر کھڑے نہ رہے تب دین کے کام میں کس طرح مدد کر سکے؟ آپ کا بچاؤ بھی کس طرح کر سکے؟ اور آپ کو بہشت میں کس طرح لے جا سکے؟ اگر اُن میں مذہب کے لئے امام ہونے کی ہمت نہ ہو اور امام ہونے کی ہمت ظاہر میں نہیں بتائے، تو وہ مُریدوں کے کام کس طرح پورے کر سکے؟

اِس بات سے آپ کو یقین ہو گا کہ، امام اِس دنیا میں سے غیب ہوئے ہی

نہیں۔ امام غیب ہو ہی نہیں سکتے۔ بہت تعجب کی بات ہے کہ، لوگ کہتے ہیں کہ، ہمارے امام تو غیب ہو گئے ہیں۔ کوئی امام ایسا نہیں کہہ گئے ہیں کہ، اب ہم غیب ہو جاتے ہیں۔

آپ اپنے دل کے ساتھ تہیّہ کریں اور شیطان کے فریب میں نہیں آئیں۔ آپ کو گمراہ کرنے کے لئے آئے اُسے سامنے جواب دے کر، اپنے دین میں مستقیم رہیں۔

جو دوسرے طریقے میں جاتے ہیں وہ مذہب ہمارا نہیں ہے۔ وہ ہمیں پہچانتے نہیں ہیں۔ وہاں جانے کی بھول نہیں کرنا۔ وہ مُنہ سے کہتے ہیں کہ، ''امام دنیا میں حاضر و قائم ہونا چاہیئے۔'' امام کے بغیر دنیا خالی نہیں رہتی، امام دنیا میں ضرور ہونا ہی چاہیئے، مگر وہ سمجھتے نہیں ہیں۔ وہ ایک طرف نبیؐ کی آل کی تعریف کرتے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ، بارویں امام کے علاوہ دوسرا امام نہیں ہے۔

وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے - نہیں سوچتے کہ، ۱۰۰۰ سے ۱۲۰۰ سال ہوئے، کیا امام وہاں بیٹھے رہے ہوں گے ؟

وہ امام کو 'صاحب الزّمان' تو کہہ کر پکارتے ہیں، مگر وہ اِس کا مطلب نہیں سمجھتے؛ اور جب وہ امام دنیا میں موجود نہیں تو پھر اُسے 'صاحب الزّمان' کا لقب کیسے دیا جائے ؟

امام دنیا میں موجود ہونا ہی چاہیئے۔ دنیا کا دارومدار امام پر ہے۔